بسم اللہ الرحمن الرحیم

(218)

سلسلۂ

خطباتِ جمعہ

بہ عنوان

لذّتِ بندگی

حافظ محمد ابراہیم عرمی

من جانب

جماعت اسلامی ہند

لذتِ بندگی

دنیا کی ہر چیز اپنی ایک لذت رکھتی ہے۔ یہ لذتیں اپنے اندر بڑا تنوع رکھتی ہیں۔ اہلِ علم نے لکھا ہے کہ دنیا میں پائی جانے والی لذتیں تین طرح کی ہوتی ہیں:

۱۔ جسمانی لذتیں: ان کا تعلق انسانی جسم سے ہے۔ مثلاً: کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور بننے سنورنے اور جنسی خواہشات کی لذت وغیرہ۔

۲۔ نفسانی لذتیں: ان کا تعلق انسان کے نفس سے ہے۔ کسی سے تعریف سن کر خوش ہونا۔ اچھی چیز یا مناظر دیکھ کر لطف اندوز ہونا، وغیرہ۔

۳۔ روحانی لذتیں: ان کا تعلق دل، عقل اور روح سے ہے۔ مثلاً: اللہ کی معرفت اور اس کے ذکر کی لذت، ایمان اور اعمالِ صالحہ کی لذت۔

پہلی دو لذتوں کا تعلق دنیوی زندگی سے ہے، جب کہ آخری لذت کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہے۔ یہی لذت حقیقی اور دائمی ہے۔ ذیل کی سطروں میں اسی کی کچھ تفصیل پیش کی جارہی ہے:

۱۔ ایمان کی لذت: یہ سب سے اہم لذت ہے۔ اگر ایمان دل میں جاگزیں ہوجائے تو مومن ہر طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرنے کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔ اس لذت کے سامنے دنیا کی ساری تکلیفیں معمولی نظر آتی ہیں۔ فرعون کے جادوگروں کے سامنے جب ایمان کی حقیقت واضح ہوگئی تو وہ فوراً مسلمان ہوگئے۔ فرعون نے جادوگروں کو دھمکی دی کہ اگر وہ باز نہیں آئیں گے تو انھیں ذلت کے ساتھ قتل کردیا جائے گا۔ ساحرانِ فرعون کے دل ایمان کی لذت سے معمور ہوچکے تھے۔ وہ کسی بھی قیمت پر اس کا سودا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوے۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں انھوں نے کہا:

لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَاءَ نَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ ،اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ اِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ۔ (طہٰ:72,73) ’’قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہم

روشن نشانیاں سامنے آجانے کے بعد بھی (صداقت پر) تجھے ترجیح دیں۔تو جو کچھ کرنا چاہے کرلے۔تو زیادہ سے زیادہ بس اسی دنیا کی زندگی کا فیصلہ کرسکتا ہے۔ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے، تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کردے اور اس جادوگری سے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا''۔

اصحابِ رسول کی سیرت میں ہمیں ایمان کی لذت اور حلاوت کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

حضرت بلالؓ کو مکہ کی تپتی ہوی ریت پر لٹادیا جاتا اور جسم پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا، مکہ کی پتھریلی زمین پر انھیں گھسیٹا جاتا۔ان تکلیفوں سے بے پرواہوکر وہ ''احد''،''احد'' کے نعرے لگاتے۔بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے انھیں خرید کر آزاد کردیا۔کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ ہولناک مشقتیں آپؓ کیسے برداشت کرتے تھے۔حضرت بلالؓ نے جواب دیا:مَزَجَتُ حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ بِمُرَارَةِ الْعَذَابِ ۔ فَطَغَتْ حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ عَلَى مُرَارَةِ الْعَذَابِ فَلَمْ أَشْعُرْ بِشَيْءٍ ۔''ایمان کی لذت جب ان تکلیف دہ سزاؤں کے ساتھ مل جاتی تو ایمان کی حلاوت ان پر غالب آجاتی اور مجھے ان سزاؤں کا کوئی احساس نہ ہوتا''۔(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری:1/104)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رومیوں نے صحابیِ رسول عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو گرفتار کرلیا اور ان سے کہا کہ نصرانی بن جاؤ، ورنہ تمھیں قتل کردیا جائے گا۔انھوں نے انکار کردیا۔پیتل کی ایک بڑی ہانڈی میں تیل کھولایا گیا، ایک مسلمان قیدی کو لایا گیا اور اس سے بھی نصرانیت قبول کرنے کے لیے کہا گیا، مگر اس نے انکار کردیا تو اس کو کھولتے ہوے تیل میں ڈال دیا گیا۔عبداللہ بن حذافہؓ سے کہا گیا کہ ہمارا دین قبول کرلو، ورنہ تمھارا بھی یہی حشر ہوگا۔انھوں نے پھر نفی میں جواب دیا، جس پر انھیں بھی اس ہانڈی میں ڈالنے کا حکم دیا گیا۔وہ رونے لگے۔درباریوں نے کہا: یہ موت سے گھبرا کر رو رہا ہے، اسے چھوڑ دو۔حضرت عبداللہ نے جواب دیا:لَاتَظُنُّنَّ أَنِّي بَكَيْتُ جَزَعًا وَلَكِنْ بَكَيْتُ إِذْ لَمْ يَكُنْ لِيَ الَّا نَفْسٌ وَاحِدَةٌ يُفْعَلُ بِهَا هٰذَا فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ۔وَقَدْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ يَكُونَ لِيَ أَنْفُسٌ عَدَدَ كُلِّ شَعَرَةٍ فِي جَسَدِي ثُمَّ تُسَلَّطُ عَلَيَّ، فَتُفْعَلُ بِي هٰذَا ۔''تم یہ مت سمجھنا کہ میں موت سے گھبرا کر رو رہا ہوں۔میں تو اس غم میں رو رہا ہوں کہ میری صرف ایک جان ہے۔میری تمنا ہے کہ میرے جسم کے بالوں کی گنتی کے برابر بھی جانیں ہوتیں اور ان سب کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا تو میں اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے سب کو قربان کردیتا''۔(الثبات عند الممات:53)

اللہ کے رسول ﷺ نے ایمان کی لذت کو پانے کے ذرائع بھی بتائے ہیں، جنھیں اپنا کر ہم بھی لذتِ ایمان سے آشنا ہوسکتے ہیں۔حضرت انسؓ سے مروی ہے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ ،أَنْ يَّكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّاسِوَاهُمَاوَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَايُحِبُّهُ إِلَّالِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَايَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ۔(بخاری، مسلم)''تین چیزیں ایسی ہیں، جوکسی میں پائی جائیں تو وہ ایمان کی لذت سے آشنا ہوگا۔۱۔اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت دوسری تمام چیزوں کی محبت سے بڑھ کر ہو۔۲۔وہ اللہ ہی کی خاطر اپنے مومن بھائی سے محبت کرے۔۳۔اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کو ویسا ہی ناپسند کرے جیسا آگ میں جلنے کو ناپسند کرتا ہے''۔

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں: وَالْمُؤْمِنُ يُحِبُّ الْإِيمَانَ أَشَدَّ مِنْ حُبِّ الْمَاءِ الْبَارِدِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ لِلظَّمْآنِ وَ يَكْرَهُ الْخُرُوجَ مِنْهُ أَشَدَّ مِنْ كَرَاهَةِ التَّحْرِيقِ بِالنِّيرَانِ۔''ایک پیاسا شدید گرمی کے موسم میں ٹھنڈے پانی کو جتنا پسند کرتا ہے، مومن ایمان کی دولت کو اس سے کہیں زیادہ عزیز رکھتا ہے۔وہ آگ میں جلنے کو جتنا ناپسند کرتا ہے، اس سے کہیں زیادہ ایمان سے کفر کی طرف پلٹنے کو ناپسند کرتا ہے''۔(فتح الباری لابن رجب:1/58)

اعمالِ صالحہ کی لذت: ایمان کی طرح اعمال صالحہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے لذت رکھی ہے، جن سے اہل ایمان لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔جن نیک اعمال میں لذتِ ایمان کا تذکرہ زیادہ آیا ہے، ان میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے:

(۱) نماز: اعمال صالحہ میں سب سے اہم چیز نماز ہے۔نماز کی لذت بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ۔''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے''۔(صحیح الجامع الصغیر:5435)

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔اس دنیا میں ایک مومن کو آنکھوں کی ٹھنڈک اور حقیقی سرور نماز سے حاصل ہوتا ہے، کیوں کہ نماز حقیقت میں اللہ سے ہم کلامی اور سرگوشی ہے۔اور خصوصاً بندہ سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بے انتہا قریب ہوتا ہے، جس سے اس کے دل کو قرار اور آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن حنفیہؒ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد اپنے ایک سسرالی انصاری بھائی کی عیادت کے لیے گئے۔ نماز کا وقت ہوا تو انھوں نے اپنی لونڈی سے کہا: اِئۡتُوۡنِیۡ بِوُضُوۡءٍ لَعَلِّیۡ أُصَلِّیۡ فَأَسۡتَرِیۡحُ ۔ ”پانی لے آؤ، تاکہ میں نماز پڑھوں اور راحت حاصل کروں“۔ ان کی یہ بات ہمیں بڑی عجیب لگی تو انھوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: قُمۡ یَابِلَالُ ! فَأَرِحۡنَا بِالصَّلَاةِ ۔ اے بلالؓ! کھڑے ہو جاؤ اور نماز کے ذریعے ہمیں راحت پہنچاؤ“۔ (ابوداؤد: باب فی صلاة العتمة)

حضرت خبیب بن عدیؓ کو مشرکین نے سولی پر لٹکانے سے پہلے پوچھا کہ تمھاری آخری خواہش کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: نماز پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اس کا موقع دیا گیا۔ آپؓ نے پورے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کی اور اس کے سرور ولذت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: وَاللّٰہِ ! لَوۡلَا أَنۡ تَقُوۡلُوۡا: إِنَّ بِیۡ جَزَعاً لَزِدۡتُّ فِی الصَّلَاةِ ۔ ”اللہ کی قسم ! میں نے اس خیال سے نماز مختصر کر دی کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے موت کے ڈر سے نماز طویل کر دی“۔ (زاد المعاد: 3/219)

حضرت حماد بن سلمہؒ فرماتے ہیں: اَللّٰھُمَّ إِنۡ کُنۡتَ أَعۡطَیۡتَ أَحَدًا الصَّلَاةَ فِیۡ قَبۡرِہٖ فَأَعۡطِنِیۡ الصَّلَاةَ فِیۡ قَبۡرِیۡ ۔ (سیر أعلام النبلاء: 5/222) ”اے اللہ ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کا موقع عطا کرے تو مجھے یہ موقع عطا فرما“۔

حضرت مصعبؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن عبداللہ بن زبیرؒ نے اذان کی آواز سنی۔ وہ مرض الموت میں تھے۔ گھر والوں سے کہتے ہیں کہ مجھے مسجد لے چلو۔ ان سے کہا گیا کہ آپ تو بیمار ہیں اور آپ کے لیے رخصت ہے۔ فرمایا: أَسۡمَعُ دَاعِیَ اللّٰہِ أَ فَلَا أُجِیۡبُہٗ ؟ اللہ کے منادی کی آواز سنوں اور میں اس پر لبیک نہ کہوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آخر ان کے اصرار پر لوگ انھیں مسجد لے گئے۔ مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے لگے۔ ابھی ایک ہی رکعت ہوئی تھی کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ (سیر أعلام النبلاء: 5/220)

سلف میں سے کسی کا قول ہے: مَا صَلَّیۡتُ صَلَاةً إِلَّا وَاشۡتَقۡتُ إِلٰی مَا بَعۡدَھَا ۔ ”جب میں ایک نماز سے فارغ ہو جاتا ہوں تو دوسری نماز کی یاد مجھے ستانے لگتی ہے“۔

قیام اللیل: رات میں بیدار ہو کر عبادت کرنا بہت ہی دشوار کام ہے، مگر اللہ کے نیک بندوں کو

اس میں کچھ عجیب ہی سرور ملتا ہے۔حضرت ابوالدرداءؓ نے ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کو تہجد پڑھائی ۔تقریباً ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت کی ۔نماز سے فارغ ہوئے تو بعض ساتھیوں نے کہا: لَقَدْ خَفَّفْتَ بِنَا اللَّيْلَةَ۔ ''آج آپ نے بہت ہی مختصر نماز پڑھائی''۔(سیر اعلام النبلاء:4/255)

سلف میں سے کسی کا قول ہے: جب رات ہوتی ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے، کیوں کہ اس میں میری زندگی کا سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔میں رات کی تنہائی میں اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہوں اور اس کی عبادت میں اپنا وقت صرف کرتا ہوں۔(طریق الھجرتین لابن القیمؒ:321)

مبارک بن فضالہؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ثابت بنانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔وہ کہنے لگے: میرے بھائی! (طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے) میں نہ رات میں تہجد پڑھ سکا، نہ آج روزہ رکھ سکا اور نہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دینی مجلس میں شریک ہوسکا۔پھر کہتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اِذَا حَبَسْتَنِیْ عَنْ ذٰلِكَ فَلَا تَدَعْنِیْ فِی الدُّنْيَا سَاعَةً۔ ''پروردگار! اگر میں خیر کے ان کاموں کو انجام نہ دے سکوں تو پھر مجھے دنیا میں ایک لمحے کے لیے بھی زندہ مت رکھنا''۔(سیر أعلام النبلاء:5/225)

حضرت علقمہ بن مرثدؒ فرماتے ہیں کہ جب عامر بن قیس کی موت کا وقت قریب ہوا تو رونے لگے: کسی نے سبب دریافت کیا تو کہنے لگے: وَاللّٰهِ مَا أَبْكِیْ جَزَعًا مِنَ الْمَوْتِ وَلَا حِرْصًا عَلٰى دُنْيَاكُمْ رَغْبَةً فِيْهَا وَلٰكِنْ أَبْكِیْ عَلٰى ظَمَأِ الْهَوَاجِرِ وَقِيَامِ لَيْلِ الشِّتَاءِ۔(سیر أعلام النبلاء: 4/19) ''اللہ کی قسم! نہ میں موت سے گھبراتا ہوں اور نہ مجھے دنیا سے رخصت ہونے کا غم ہے، بل کہ مجھے اس بات پر افسوس ہورہا ہے کہ اب میرے روزوں کا اور ٹھنڈی راتوں میں تہجد کی نماز پڑھنے کا سلسلہ منقطع ہوجائے گا''۔

(۲) تلاوتِ قرآن کی لذت: قرآن، اللہ کا کلام ہے، جس کی تاثیر اور حلاوت کی گواہی دشمنوں نے بھی دی ہے۔آج ہمارے دل اس کی لذت سے خالی ہیں تو اس کی وجہ حضرت عثمانؓ یوں بیان کرتے ہیں: لَوْ طَهُرَتْ قُلُوْبُنَا لَمَا شَبِعَتْ مِنْ كَلَامِ اللّٰهِ۔ ''اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو کلامِ الٰہی کی لذت سے کبھی سیر نہیں ہوتے''۔(الاسماء والصفات للبیھقی: باب ماروی عن الصحابۃ والتابعین)

خود حضرت عثمانؓ کی زندگی اس کا عملی ثبوت ہے۔دشمنوں نے ناحق الزام لگا کر آپؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ایک دن دیوار پھاند کر آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور آپؓ پر حملہ کردیا، تو اس آزمائشی

وقت میں بھی آپؒ پورے اطمینان کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔اسی حالت میں دشمنوں نے آپ کو قتل کر دیا۔

(۳) ذکر الٰہی کی لذت: ذکر الٰہی، اللہ سے تعلق اور اس کے تقرب کی علامت ہے۔جو جس قدر اللہ کا ذکر کرے گا اسی قدر اسے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوگا۔ذکر الٰہی کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل کو سکون واطمینان اور لذت وسرور حاصل ہوتا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَّذِیۡنَ آمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔(الرعد:28) ''جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔خبر دار رہو! اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے''۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنے استاذ علامہ ابن تیمیہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؒ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد ذکر میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ دن کا آدھا حصہ گزر گیا۔ اس کے بعد آپؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: هٰذِهٖ غَدُوَتِيۡ وَلَوۡلَمۡ اَتَغَدَّ هٰذَاالۡغَدَاءَ لَسَقَطَتۡ قُوَّتِيۡ۔ ''یہ میری غذا ہے۔اگر میں یہ غذا نہ کھاؤں تو کم زور ہو جاؤں گا''۔(الوابل الصیب:93)

(۴) انفاق فی سبیل اللہ کی لذت: اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔حقیقی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔اللہ کے نیک بندے اللہ کی راہ میں اپنی قیمتی اور پسندیدہ چیزوں کو خرچ کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگا: فلاں آدمی کا ایک باغ ہے۔میں وہاں اپنی دیوار قائم کرنا چاہتا ہوں۔آپ اسے حکم دیجیے کہ وہ مجھے یہ جگہ دے دے، تاکہ میں اپنی دیوار کھڑی کر سکوں۔نبی کریم ﷺ نے متعلقہ شخص سے کہا کہ جنت میں ایک درخت کے بدلے تم اس کو یہ کھجور کا درخت دے دو۔اس نے انکار کر دیا۔جب حضرت ابوالدحداحؓ کو معلوم ہوا تو وہ اس شخص کے پاس گئے اور فرمایا: اپنا باغ میرے باغ کے عوض فروخت کر دو۔اس نے خوشی خوشی یہ سودا منظور کر لیا۔حضرت ابوالدحداحؓ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ یہ باغ اس شخص کو دے دیجیے۔میں نے یہ باغ اس کے مالک سے خرید لیا ہے۔یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے بار بار فرمایا: كَمۡ مِنۡ عَذۡقٍ رِدَاحٍ لِأَبِي الدَّحۡدَاحِ فِي الۡجَنَّةِ۔''ابوالدحداح کے لیے جنت میں بے شمار کھجور کے

خوشے ہیں''۔ جنت کا یہ سودا کرنے کے بعد وہ اپنے باغ کے پاس پہنچے۔ باہر ہی سے اپنی بیوی کو آواز دی کہ باغ سے نکل آؤ۔ میں نے اسے جنت میں ایک باغ کے بدلے فروخت کر دیا ہے۔ فرماں بردار بیوی نے کہا: اے ابوالدحداح! تم نے بڑا قیمتی سودا کیا''۔ (صحیح ابن حبان: ذکر ابی الدحداح الانصاری)

(۵) طلبِ علم کی لذت: طلب علم کی راہ میں اسلاف نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اس راہ میں انھوں نے ہر طرح کی مشقتیں برداشت کیں۔ علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: لَقَدْ كُنْتُ فِيْ حَلَاوَةِ طَلَبِ الْعِلْمِ أَلْقٰى مِنَ الشَّدَائِدِ مَا هُوَ أَحْلٰى عِنْدِيْ مِنَ الْعَسَلِ ۔ (صید الخاطر: 177) ''مجھے طلبِ علم کی راہ میں بڑی مشقتیں اٹھانی پڑیں۔ یہ تکلیفیں میرے نزدیک شہد سے زیادہ لذیذ ہیں۔ طالبِ علمی کے دور میں میں سوکھی روٹیاں لے کر گھر سے نکلتا۔ نہرِ عیسی کے کنارے بیٹھ کر یہ سوکھی روٹی کھا کر پانی پی لیتا''۔

امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا کہ (علم و) ادب سے آپ کا شغف کیسا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا: ''جب میں کوئی نیا حرف سنتا ہوں تو میری تمنا ہوتی ہے کہ میرے جسم کے تمام اعضاء کو بھی کان ہوتے، تا کہ وہ بھی اس کی لذت سے لطف اندوز ہوں''۔ (مناقب الشافعی للبیہقی: 2/143,144)

یہ ہے ایمان اور نیک اعمال کی لذت، جس میں دنیوی لذتوں سے کہیں زیادہ لذت ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: اِنَّ فِي الدُّنْيَا جَنَّةً مَنْ لَمْ يَدْخُلْهَا لَمْ يَدْخُلْ جَنَّةَ الْآخِرَةِ ۔ (مدارج السالکین: 454) ''دنیا میں ایک جنت ہے۔ جو اس جنت میں داخل نہیں ہوا، وہ آخرت کی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا''۔

دنیا دار لوگ دنیا کی عارضی لذتوں کے مزے لوٹ رہے ہیں، مگر وہ حقیقی لذت سے محروم ہیں۔ اسی سلف صالحین کہا کرتے تھے: مَسَاكِيْنُ أَهْلِ الدُّنْيَا خَرَجُوْا مِنْهَا وَمَا ذَاقُوْا أَطْيَبَ مَا فِيْهَا ۔ ''یہ دنیا دار بڑے قابلِ رحم ہیں۔ وہ دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئے کہ دنیا کی سب سے عمدہ چیز کی لذت سے محروم رہے۔ پوچھا گیا: وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: مَحَبَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَعْرِفَتُهُ وَذِكْرُهُ ۔ ''اللہ کی معرفت، اس کی محبت اور اس کا ذکر''۔ (الجواب الکافی: 123)

یہ حقیقی لذت اللہ کے نیک بندوں کو حاصل تھی۔ محمد بن حسن شیبانیؒ فرماتے ہیں: لَوْ يَعْلَمُ الْمُلُوْكُ وَأَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنَ السَّعَادَةِ لَجَالَدُوْنَا عَلَيْهَا بِالسُّيُوْفِ۔ ''دنیا میں ہمیں

جو عیش وسرور اور سعادت ولذت حاصل ہے، اگر یہ بادشاہوں اور شہزادوں کو معلوم ہو جائے تو وہ اس چیز کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے خلاف تلواریں سونت لیتے''۔(الحطۃ فی ذکر صحاح الستۃ للعلامۃ صدیق حسن خان)

یہ وہ لذت ہے، جسے نہ چور چرا سکتا اور نہ دشمن چھین سکتا ہے۔علامہ بن تیمیہؒ فرمایا کرتے تھے:
مَا يَفْعَلُ أَعْدَائِيْ بِيْ. أَنَا جَنَّتِيْ وَبُسْتَانِيْ فِيْ صَدْرِيْ ۔أَيْنَمَا حَلَلْتُ فَهِيَ مَعِيْ .اِنْ قَتَلُوْنِيْ فَقَتْلِيْ شَهَادَةٌ وَاِنْ نَفَوْنِيْ مِنْ بَلَدِيْ فَسِيَاحَةٌ وَاِنْ حَبَسُوْنِيْ فَحَبْسِيْ خَلْوَةٌ ۔''میرے یہ دشمن میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔میری جنت اور میرا باغ تو میرے سینے میں ہے۔میں جہاں بھی جاؤں گا، وہ میرے ساتھ ہوں گے۔(ان کو وہ مجھ سے چھین نہیں سکتے) اگر وہ قتل کر دیں تو مجھے شہادت کا عظیم رتبہ ملے گا۔اگر وہ جلاوطن کر دیں تو میں رب کی وسیع کائنات میں سیر و تفریح کروں گا اور اگر وہ قید کر دیں تو مجھے خلوت اور تنہائی نصیب ہوگی، جس میں میں یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کروں گا''۔

اس لذت کو پانے کے لیے مجاہدہ اور مسلسل کوشش ضروری ہے۔کوئی بھی کام محنت اور مشقت سے خالی نہیں۔مگر جب انسان کو کسی کام سے لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اس تکلیف اور مشقت کے باوجود ایک طرح کی لذت اور خوشی محسوس کرتا ہے۔یہی حال ایمان اور اعمالِ صالحہ کا بھی ہے۔حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں: كَابَدْتُ الصَّلَاةَ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَتَنَعَّمْتُ بِهَا عِشْرِيْنَ سَنَةً ۔''مجھے نماز کا پابند بننے کے لیے بیس سال محنت کرنی پڑی۔اس کے بعد نماز میں مجھے جو لذت وسرور حاصل ہوا، اس کا لطف میں آئندہ بیس سال تک اٹھاتا رہا''۔(حلیۃ الأولیاء:2/321)

عبادتوں کی لذت کو پانے کے لیے گناہوں کو ترک کرنا ضروری ہے۔وُہیب بن وردؒ سے پوچھا گیا: هَلْ يَجِدُ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ يَعْصِي اللّٰهَ ؟ '' کیا گناہ گار ایمان کی لذت کو پا سکتا ہے؟ آپؒ نے فرمایا: لَا،وَلَا مَنْ هَمَّ بِالْمَعْصِيَةِ۔''نہیں، اور نہ ہی وہ شخص جو معصیت کا ارادہ کرتا ہے''۔(فتح الباری لابن رجب:1/46)

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں: كَمَا لَايَجِدُ الْجَسَدُ لَذَّةَ طَعَامٍ عِنْدَ سَقَمِهِ كَذٰلِكَ لَا يَجِدُ الْقَلْبُ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ مَعَ الذُّنُوْبِ ۔''جس طرح بیماری کی وجہ سے جسم عمدہ چیزوں کی لذت محسوس نہیں کرتا اسی طرح گناہوں کے ساتھ دل عبادتوں کی لذت محسوس نہیں کرتا''۔(ایضًا)

حضرت یحیی بن معاذؒ فرماتے ہیں: سَقْمُ الْجَسَدِ بِالْأَوْجَاعِ وَسَقْمُ الْقُلُوْبِ بِالذُّنُوْبِ فَكَمَا لَايَجِدُ الْجَسَدُ لَذَّةَ الطَّعَامِ عِنْدَ سَقْمِهِ فَكَذٰلِكَ الْقَلْبُ لَايَجِدُ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ مَعَ الذُّنُوْبِ۔ ''جسم چوٹ لگنے سے بیمار ہوجاتا ہے، اسی طرح دل گناہوں کی وجہ سے بیمار ہوجاتا ہے۔ جس طرح ایک بیمار کو لذیذ اور مزے دار چیز بھی بدمزہ لگتی ہے، اسی طرح گناہ گار کو عبادتوں میں کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی''۔(ذم الھوی:68)

اگر ہمیں عبادتوں میں لذت نہیں محسوس ہورہی ہے یا کوشش کے باوجود عبادتوں میں کوتاہی ہورہی ہے تو ممکن ہے اس کا سبب ہمارے گناہ ہوں۔حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: حُرِمْتُ قِيَامَ اللَّيْلِ خَمْسَةَ أَشْهُرٍ بِذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ۔ ''میں اپنے ایک معمولی گناہ کی وجہ سے پانچ مہینے تک قیام اللیل سے محروم رہا۔کسی نے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا؟ آپؒ نے فرمایا: میں نے ایک شخص کو اللہ کے دربار میں گڑگڑاتے ہوے دیکھا تو دل ہی دل میں کہنے لگا کہ یہ دکھاوے کے لیے رورہا ہے''۔(اِحیاءعلوم الدین:2/200)

کسی نے ابراہیم بن ادہمؒ سے پوچھا: میں تہجد کی نماز کے لیے اٹھ نہیں پاتا ہوں، کوئی سبیل بتائیے۔آپؒ نے فرمایا: لَاتَعْصِهِ بِالنَّهَارِ وَهُوَيُقِيْمُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي اللَّيْلِ۔فَإِنَّ وُقُوْفَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي اللَّيْلِ أَعْظَمُ الشَّرَفِ وَالْعَاصِيْ لَايَسْتَحِقُّ ذٰلِكَ الشَّرَفَ۔ ''دن میں اپنے رب کی نافرمانی مت کرو، وہ تمھیں رات میں اپنے دربار میں کھڑے ہونے کے لیے بیدار کرے گا۔کیوں کہ رات میں اللہ کے دربار میں کھڑے ہونا بڑا اشرف ہے۔گناہ گار اس شرف کو پا نہیں سکتا''۔(تنبیہ المغترین للشعرانی)

بروں کی صحبت بھی عبادتوں کی لذت پانے میں اہم رکاوٹ ہے۔حضرت احمد بن حربؒ فرماتے ہیں: عَبَدْتُ اللّٰهَ خَمْسِيْنَ سَنَةً فَمَا وَجَدْتُ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ حَتّٰى تَرَكْتُ ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ، تَرَكْتُ رِضَاالنَّاسِ حَتّٰى قَدَرْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ وَتَرَكْتُ صُحْبَةَ الْفَاسِقِيْنَ حَتّٰى وَجَدْتُ صُحْبَةَ الصَّالِحِيْنَ وَتَرَكْتُ حَلَاوَةَ الدُّنْيَا حَتّٰى وَجَدْتُ حَلَاوَةَ الْآخِرَةِ۔ ''پچاس سال میں نے گزار دیے، مگر مجھے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوی۔یہاں تک کہ مجھے تین چیزیں ترک کرنی پڑیں۔ا۔لوگوں کی خوشامدی کو ترک کردیا، تاکہ حق بول سکوں۔۲۔بُروں کی صحبت کو ترک کردیا، تاکہ

نیک لوگوں کی صحبت کا مزہ پا سکوں۔۳۔ دنیوی لذتوں کو ترک کر دیا، تا کہ آخرت کی لذت کو پا سکوں‘‘۔ (سیر اعلام النبلاء:11/34)

دنیوی لذتوں اور اخروی لذتوں میں بڑا فرق ہے۔ دنیوی چیزوں کی لذت میں بتدریج کمی واقع ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ ختم ہو جاتی ہے، جب کہ ایمان اور عمل صالح کی لذت کبھی ختم نہیں ہوتی، بل کہ اس میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ کا دعوتی خط ہرقل کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ کی صداقت معلوم کرنے کے لیے اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ اگر ہمارے بازار میں عرب کا کوئی تجارتی قافلہ ہو تو اسے حاضر کرو۔ درباریوں نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو ہرقل کے دربار میں حاضر کیا۔ ہرقل نے ابوسفیان سے رسول اکرم ﷺ اور دینِ اسلام کے بارے میں بہت سے سوالات کیے۔ ایک سوال اس نے یہ کیا کہ محمد کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی واقع ہو رہی ہے؟ ابوسفیان نے کہا: اضافہ ہو رہا ہے۔ اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے ہرقل کہتا ہے: فَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبُ لَايُسْخِطُهُ أَحَدٌ۔ ’’ایمان کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب اس کی لذت اور مٹھاس کسی دل میں داخل ہوتی ہے تو نکلتی نہیں، بل کہ اس میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ (بخاری: باب دعاء النبی الی الاسلام والنبوۃ، وفتح الباری:1/49)

ایمان اور اعمال صالحہ کی اس لذت سے آج ہمارے دل نا آشنا ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا جائزہ لیں اور اپنے ایمان اور اعمال کی اصلاح کی فکر کریں، تا کہ ہم بھی ان کی لذت کو پا سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ✦✦✦

رابطہ کے ذرائع

D- 321, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave,
Jamia Nagar, Okhla, New Delhi.110025

+91-11-26951409, 26941401,26948341

9582050234,8287025094

raziulislam@jih.org.in

www. jamaateislamihind.org